نسخ الشیٔ ینسخہ نسخاً: ازالہ۔ اس نے شے کو زائل کر دیا۔ یقال نسخت الشمس الظل و نسخ الشیب الشباب ای ازالہ۔ دھوپ نے سایہ کو، بڑھاپے نے جوانی کو زائل کر دیا۔ و نسخت الریح آثار الدار ای غیرتھا۔ ہوا نے گھر کے آثار کو، کھنڈر کو متغیر کر دیا۔ و فلان الشیٔ ابطلہ اور فلاں نے اس شے کو باطل کر دیا، اقام شیئاً آخر مقامہ اور ایک دوسری شے کو اس کی جگہ قائم کر دیا۔

قرآن شریف کی آیتوں اور احکام کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے۔ قرآن شریف کے تمام ادیان و ملل اور جاہل اقوام کے رسوم و عادات و احکام کے ناسخ ہونے میں ان میں تغیر پیدا کرنے میں نہ ہم کو نہ کسی اور کو کوئی اختلاف ہے۔ ان مفسرین کے اختلافات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض کے پاس آیات احکام میں سے آدھے ناسخ و منسوخ ہیں۔ چنانچہ اس موضوع پر بڑی بڑی تصانیف لکھی گئی ہیں۔ ابن العربی نے اس تعداد کو گھٹایا۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی نے منسوخ آیتوں کی تعداد (۲۱) تک مانی حجت شیخ احمد بن عبدالرحیم شاہ ولی اللہ نے صرف (۵) تک مانی۔ میرے خیال میں

قرآن کا کوئی حکم کوئی آیت منسوخ نہیں۔ شاہ صاحب نے ان (۲۱) آیتوں کے نسخ کے جو جوابات دئے ہیں ان کی تفصیلی شرح میں نے ایک مستقل رسالہ میں کی ہے۔ اس نسخ پر صرف غلط فہمی کے اسباب مجمل طور پہ بیان کروں گا۔ اور ان پانچ آیتوں کو بھی نسخ کے جھگڑے سے نکال دوں گا جن کو شاہ صاحب بھی منسوخ ماننے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح ان کے علمی خاندان کا ایک شخص ان کے مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیگا۔ وللہ الحمد

قدیم زمانے میں نسخ کے معنے تغیر کے لئے جاتے تھے پچھلی آیت کے حکم میں کچھ بھی تغیر دیکھتے تو کہدیتے کہ یہ آیت اس آیت کی ناسخ ہے۔

اصول فقہ میں پہلی آیت کے حکم کو باطل کرنا اور اس کے عوض دوسرا حکم قائم کرنا نسخ ہے۔ اس وقت ہم اسی نسخ کے یہی معنے لیتے ہیں۔

اس کے بعد واضح ہو کہ مفسرین نے اس قدر کثیر التعداد آیتوں کے منسوخ ماننے کے کیا اسباب ہوئے؟

(۱) قرآن شریف سے زمانہ جاہلیت کے رسوم و عادات یا سابقہ مذاہب کے حکم موقوف کر دیئے گئے ہوں یا ان میں تغیر کیا گیا ہو تو سابقین کہدیتے ہیں کہ یہ آیت ناسخ ہے مگر غور کیجئے کہ یہ آیت کیا کسی آیت و حکم قرآنی کی بھی ناسخ ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہمارے زیر بحث تو آیات و احکام قرآنی کی منسوخیت ہے نہ کہ سابقہ رسوم و عادات اور احکام کا منسوخ ہونا۔

(۲) بعض وقت ایک عام حکم دیا جاتا ہے اور خاص حالات پر خاص حکم دیا جاتا ہے۔ اگر عام حکم کے ساتھ ہی وہ خاص حکم ہو تو اس کو استثنا کہتے ہیں۔ اور اگر کسی دوسرے موقع پر خاص حکم دیا جائے تو اس کو تخصیص کہتے ہیں۔ استثنا اور تخصیص کو عام حکم کا ناسخ کہنا درست نہیں تعزیرات ہندوستان کے شروع میں مستثنیات عامہ بیان کئے گئے ہیں تو کیا اس سے تمام تعزیرات

کا ایک قانون منسوخ شدہ ہونا پڑے گا؟ ہرگز نہیں والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا۔ کیا الا الذین آمنو سے ان الانسان لفی خسر کا حکم منسوخ ہو گیا؟ ہرگز نہیں۔

(۳) قوانین مختص المقام بھی ہوتے ہیں اور مختص الوقت بھی۔ وقت گزرنے کے بعد وہ وقتی حکم باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ جتنے ہی وقت کے لئے یہ حکم دیا گیا تھا۔ نہ کہ وہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔ مثلاً چار روز کے لئے کرفیو آرڈر جاری ہوا تھا۔ مدت گزرنے کے بعد وہ حکم باقی نہیں رہا۔ اس صورت میں یہ کہنا کہ وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ درست نہیں بلکہ ختم مدت کی وجہ سے وہ حکم باقی نہ رہا۔ اب میں عدم نسخ پر ایک اہم آیت کو پیش کرتا ہوں جو اس مسالہ پر نہایت روشنی ڈالے گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذالکم اصری، قالوا اقررنا۔ یاد کرو جب ہم نے تمام پیغمبروں کا عہد لیا تھا ہم نے تمہیں کتاب اور حکمت عطا فرمائی پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو تمہارے پاس جو کتاب ہے اس کی تصدیق کرتا ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ اور اس کی نصرت و مدد کرو پھر ارشاد الٰہی ہوا کیا تم نے اس کا اقرار کر لیا اور اس کا ذمہ لے لیا۔ سب نے عرض کیا بے شک ہم نے اقرار کر لیا۔

ذرا اس آیت پر غور فرمائیے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے انبیاء کے ادیان وقتی تھے جب خاتم النبیین مبعوث ہوئے تو ان کا وقت ختم ہو گیا اس تحقیق پر تمام انبیاء کے ادیان بھی منسوخ نہیں ہوتے بلکہ ان کا وقت نہ رہا اس لئے وہ احکام بھی باقی نہ رہے۔

(۴) بعض دفعہ ایک دائمی حکم دینا مقصود ہوتا ہے مگر عمل یا اجتناب میں آہستہ آہستہ سختی بڑھائی جاتی ہے یہاں تک کہ حکم مقصود پر عمل کرنے کی لوگوں میں قابلیت پیدا ہو جائے یہ کمال حسن تعلیم و تربیت ہے ہمارے خیال میں ان ابتدائی مراحل کو منسوخ نہ کہنا چاہئے بلکہ اصل حکم کا توطیہ و تمہید سمجھنا چاہئے اصل مقصود وہ حکم سمجھا جائیگا جو ہمیشہ کے لئے دیا جائیگا مثلاً شراب دفعۃً حرام نہیں ہوئی پہلے کہا گیا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ یعنے شراب پئے ہوئے نماز کے قریب نہ جاؤ پھر کئی مرحلوں کے بعد شراب حرام کی گئی پس لا تقربوا الصلوٰۃ کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ وہ حرمت شراب کا مقدمہ اور تمہید تھا۔

ایک تاریخی واقعہ ہے کہ روسی لوگ بت پرست تھے۔ ان کا ایک وفد تحقیق مذہب کے لئے جب قسطنطنیہ پہنچا تو مذہب اسلام ان کو پسند آیا نواہی میں شراب پینا بھی تھا روسی وفد نے کہا ہم سرد ملک کے رہنے والے ہیں بغیر شراب کے ہم آرام سے رہ نہیں سکتے علماء نے ترک شراب پر شدت کی جس کا نتیجہ روسیوں کا نصرانی ہو جانا تھا اگر کفر کے مقابل نشہ سے خاموش ہو جاتے۔ بڑے شر کے مقابل چھوٹے شر کو اختیار کر لیتے تو اتنی بڑی قوم اسلام کے ہاتھ سے نہ نکل جاتی اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک ہی دفعہ میں شراب کو حرام کر دیتا مگر نہیں اس نے مراحل رفتہ رفتہ اس کو حرام فرمایا۔ علماء اسلام کو بھی چاہیے کہ نومسلموں کو پہلے توحید کی پھر دوسرے اہم ارکان کی تعلیم دیں پھر رفتہ رفتہ ایک ایک حکم کا پابند بنائیں۔ ابھی غریب مسلمان ہوا۔ اس کا ختنہ بھی کروا ڈالا فرض نمازوں کے ساتھ سنتوں کی بھی تاکید کی روزوں کے ساتھ تراویح بھی لگا دی۔ ان سب کاموں کی پابندی آہستہ آہستہ کروانی چاہئے فرض کے برابر سنن و نوافل کو اہمیت نہ دی جائے غریب نومسلم پر اللہ رحم کریں۔

(۵) پیغمبر کا حکم فرض بھی ہوتا ہے اور مباح کی بھی اجازت دی جاتی ہے پہلے ایک حکم فرض ہی کیوں سمجھا جاتا ہے کہ بعد اس کی منسوخیت کو ماننا پڑے۔ یا یوں سمجھو کہ

اب تو ایران لی بھی کی حالت ہے ہر ایک کے لیے اس کے مناسب آیت و حکم قرآن ہے حالت بدل گئی تو حکم بھی بدل گیا لہذا کی آیتیں بھی منسوخ نہیں بلکہ مدینہ والوں کے مناسب حال نہیں کیا مدینے میں جب آیت سیف اتری تو مکہ والوں نے ان پر عمل کیا؟ کیا اس آیت پر عمل نہ کرنے سے وہ سب عاصی تھے ہرگز نہیں زمانہ گردش کرتا رہتا ہے۔ بعض مدنی آیتوں پر عمل کرنا اصولی آیات ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے خلاف ہوتا ہے پس کی آیتیں اپنے مقام پر بحال ہیں اور مدنی اپنے مقام پر۔

اب میں پہلے ان دو اہم آیتوں کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں جن سے مسئلہ ناسخ و منسوخ کے سمجھنے میں فائدہ ہوگا۔ قال اللہ تعالی ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا۔ لفظ آیت کے معنے ہیں نشانی یا علامت اور کلام اللہ کا ایک فقرہ بھی ہے۔ لوگ اس آیت شریف کے معنے لیتے ہیں۔ ہم کسی آیت قرآنی کو منسوخ نہیں کرتے یا بھلا نہیں دیتے مگر اس سے بہتر آیت قرآنی یا اس کی مثل آیت لاتے ہیں۔

محل غور یہ ہے کہ قرآن تو بوعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون محفوظ ہے۔ ابتدا سے اب تک لاکھوں حافظ چلے آرہے ہیں پھر کب اور کونسی آیت بھلائی گئی ہو قرآن شریف کی ایک آیت سے بہتر دوسری آیت لانے کے معنے سمجھنا بھی بالکل نامناسب ہے لہذا اس کے صحیح معنے ہمارے خیال میں یہ ہیں: ہم اپنے آثار قدرت، اپنی نشانیاں اگر دور کرتے یا متغیر کرتے ہیں یا امتداد زمانہ کی وجہ سے بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر دوسری نشانی لاتے ہیں دیکھو آثار قدرت کے تازہ بتازہ جلوؤں کا سلسلہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس ترجمہ پر کوئی غبار نہیں۔ یہ آیت مسئلہ ناسخ و منسوخ کا اصل ہے۔ جان ہے۔ قرآن شریف کو دیکھیے

کہ آیت بمعنی آثارِ قدرت اور نشانی سے بھرا پڑا ہے لیکن یہ من ایاتنا سنریھم ایاتنا فاتِ بایۃٍ ان فی السمٰوات والارض لایۃ للمومنین وفی الارض ایات للموقنین۔

ابن حزم ظاہری، ثبوت نسخ میں فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ کا گذر ایک قاضی کے پاس سے ہوا۔ آپ نے اس قاضی سے سوال فرمایا کیا تم ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرتے اور سمجھتے ہو؟ قاضی نے کہا جی نہیں۔ حضرت علی نے فرمایا تم خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی تم نے ہلاک کیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ قدیم محاورے میں نسخ کے معنے تغیر کے تھے جیسا کہ بیان کیا گیا پس حضرت علی کے ارشاد کے معنے یہ ہیں کہ کیا تم ان آیات کو جانتے ہو جس سے کسی عام آیت کی تخصیص ہوتی ہو یا اس سے چند لوگ مستثنٰے ہیں؟

آیتِ دوم کافرون کی سورت میں ہے لکم دینکم ولی دین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم قل یا ایھا الکفرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین۔ اس کے معنی یہ لئے جاتے ہیں کہ تم کو تمہارا مذہب مبارک۔ ہم کو ہمارا مذہب مبارک نہ تم ہم کو تبلیغ کرو نہ ہم تم کو تبلیغ کرتے ہیں۔ عیسی بدین خود۔ موسی بدین خود۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت آیتِ سیف سے منسوخ ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسلام تو ہمیشہ تبلیغی مذہب رہا اور رہیگا۔ اسلام میں بلغ ما انزل الیک ہے یا ایھا المدثر قم فانذر ہے اسلام میں عدم تبلیغ کا حکم کبھی نہیں دیا گیا۔

دیکھئے دین کے معنی اگر جزا کے لئے جائیں تو کوئی خرابی پیدا ہی نہ ہوگی مالک یوم الدین کے معنے مالکِ روز جزا کے ہیں لہٰذا لکم دینکم ولی دین کے معنے ہیں تم کو تمہارے اعمال کی جزا اور ہم کو ہمارے اعمال کی جزا ضرور ملے گی۔ یہ حکم

نہ کبھی منسوخ ہوا ہے نہ کبھی منسوخ ہوگا پورے سورے کے معنے ہیں : اے پیغمبر تم کہدو۔ اے منکرو تم جن کی پوجا کرتے ہو میں ان کی پوجا نہیں کرتا۔ اور میں جس کی عبادت کرتا ہوں تم اس کی عبادت نہیں کرتے۔ میرا طریقۂ عبادت جدا ہے تمہاری پوجا کا طریقہ علیحدہ ہے تم کو تمہارے اعمال کی سزا ضرور ملے گی اور مجھکو میرے اعمال کی جزا ضرور ملے گی۔

اب میں ان آیتوں سے بحث کرتا ہوں جن کو حضرت شاہ ولی اللہ رح بھی منسوخ ماننے پر مجبور ہوئے۔

(۱) كتب عليكم اذا حضر احدكم الموت ان ترك خيرا الوصية للوالدين والاقربين بالمعروف حقا على المتقين فرض کیا گیا ہے تم پر جب تم میں سے کسی ایک کے پاس موت آجائے اگر کچھ مال چھوڑے، وصیت کرنا ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے مناسب طور پر، یہ حکم پرہیزگاروں پر لازم ہے

لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت حدیث لا وصية لوارث سے منسوخ ہے میں عرض کرتا ہوں کہ بھلا قرآن شریف کی آیت اس خبر آحاد سے کیونکر منسوخ ہوگی لہذا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں یوصیکم اللہ فی اولادکم اللہ تم کو اولاد کے متعلق وصیت کرتا ہے اسے یہ آیت منسوخ ہے اور حدیث لا وصیۃ لوارث اس نسخ کو بیان کرتی ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اصل یہ ہے کہ مختلف اقوام میں ترکہ کے متعلق مختلف احکام و وصیتیں ہوتی ہیں بعض کے پاس مرنے والا جس کے لئے جو وصیت کرے قابل نفاذ ہے۔ بعض کے پاس صرف بڑا بیٹا وارث ہوتا ہے بعض کے پاس ترکہ میں عورتوں کو کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ پہلی آیت میں یہ تکلیفیں اٹھا کر جتنے پانے والے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ بالکل محروم نہیں ہو سکتے ان کے متعلق کچھ نہ کچھ وصیت کرنی ضرور ہے گویا کہ یہ آیت آیت توریث کی تمہید ہے پھر خدائے تعالیٰ سب کے حصے مقرر فرماتا ہے بغیر وارث

قرابتدار مثلاً پوتا جس کا باپ مرگیا ہو بیٹے کے ہوتے محروم ہے۔ نواسہ یا نواسی
جس کی ماں مرگئی ہو بیٹی کے ہوتے محروم ہے۔ ان کے لئے اور دیگر امور خیر کے لئے
باپ بھی ثلث مال سے وصیت کرسکتا ہے مگر جن کے حصے اللہ نے مقرر کئے ہیں
اللہ نے جن کے لئے وصیت کی ہے ان کے لئے مرنے والوں کو وصیت کرنے
کی ضرورت نہیں۔ اس میں ناسخ و منسوخ کی بحث ہی کیا ہے ایک آیت میں نفس
رشتہ داروں کی اہمیت بتلائی گئی ہے اور دوسری آیت میں ان کے حصے
خود اللہ تعالیٰ متعین فرما دیئے۔

(۲) ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم
مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا اگر تم میں بیس صابر سپاہی ہوں تو وہ اپنے سے
دہ گنے کافروں سو پر غالب ہوجائینگے۔ اگر تم میں سے سو ہوں تو ہزار کافروں پر غالب
آجائیں گے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہے بعد کی آیت
یہ ہے الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائۃ
صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ
مع الصابرین۔ اب اللہ نے تم سے تخفیف کردی اور جان لیا کہ تم میں ضعف ہے
اب اگر تم میں سے سو صابر ہوں تو دو سو پر غالب آجائیں گے اور ہزار ہوں تو دو
ہزار پر غالب آجائیں گے۔

میرے خیال میں پہلی آیت کے مخاطب وہ لوگ تھے جو فن سپہ گری میں
ماہر تھے۔ ذاتی شجاعت میں ممتاز تھے۔ دل میں جوش ایمان تھا۔ خدا پر اعتماد
تھا۔ اس طرح ان میں ہر طرح کی قدرت تھی اور دوسری آیت کے مخاطب
بعد کے لوگ تھے۔ سابقین کا ایمان، انکی شجاعت انکی فن سپہ گری بعد کے لوگوں

میں کہاں تھی لہذا بجائے دہ چند کے دو چند سے لڑنے کا حکم دیا گیا۔ آیت کا دار و
مدار ضعف و قوت پر ہے اگر اب بھی دس مسلمان مشین گن اور بندوق سے مسلح ہوں
اور سو دشمن تلوار اور لاٹھی لے کر حملہ کر رہے ہوں تو اس صورت میں مسلمان قوی ہیں
اور ان کو سو دشمنوں سے لڑنے سے ہرگز منہ نہ پھیرنا چاہیے علت کے بدلنے سے
حکم بدل رہا ہے اعلیٰ قوت کے وقت دہ گنوں سے کم قوت کے وقت دو سے
دشمن سے نہ بھاگنا چاہیے بس ناسخ منسوخ کی بحث ہی کب رہتی ہے۔

(۳) انفروا خفافاً و ثقالاً یعنی جنگ کو نکل کھڑے ہو خواہ ہلکے پھلکے ہوں یا گراں بار
لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت آیت لیس علی الاعمی حرج اور لیس علی الضعفاء سے
منسوخ ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مراد خفافاً سے یہ ہے کہ ضروریات جہاد
مثلاً سواری، ہتھیار، سامان خور و نوش کی مقدار کم موجود ہو اور ثقالاً سے مراد
یہ کہ اشیاء وافر ہوں اب نسخ نہیں رہا میں عرض کرتا ہوں کہ انفروا کے مخاطب عام ہیں
ان سے معذورین مستثنیٰ ہیں اور استثناء نسخ نہیں ہو سکتا۔

(۴) الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ و الزانیۃ لا ینکحہا الا زان او
مشرک و حرم ذلک علی المومنین۔ زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ سے
اور زانیہ کو نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک اور یہ تو حرام ہے ایمانداروں پر۔

مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت آیت وانکحوا الایامی منکم (نکاح کرو بیواؤں
عورتوں کو) سے منسوخ ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں امام احمد نے اس کے ظاہری
معنیٰ پر حکم دیا یعنے زناکار عورت سے مرد متقی کا نکاح حرام ہے بلکہ زانی یا مشرک
اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ مسلم عورت چاہے زانیہ ہی کیوں نہ ہو مشرک اس
سے نکاح نہیں کر سکتا۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں اور دوسرے ائمہ کے پاس اس کے

یہ معنے ہیں کہ مرتکب کبیرہ زانیہ ہی کا کفو ہو سکتا ہے۔ یعنے متقی عورت کا کفو زناکار
مرد نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا تو رشتہ داروں کو نکاح فسخ
کرا دینے کا حق ہے کیونکہ اس سے ان کے خاندان کی ذلت ہوتی ہے اور وہ کہتے
ہیں کہ زانی سے نکاح کرنا مستحب نہیں ہے رحمۃ اللہ نے تعجب نہیں کرنا کچھ دل
کو نہیں لگتا۔ شاہ صاحب فرماتے ذالک کا اشارہ زنا اور شرک کی طرف ہے نہ کہ
نکاح کی طرف۔ اس تاویل پر نکاح زیر بحث ہی نہیں رہتا۔ فقیر کے خیال میں اس آیت
سے کوئی حکم نہیں دیا گیا بلکہ ظاہر کیا گیا کہ طبعی طور پر بدکار مرد بدکار عورت کی طرف ہی توجہ کرتا
ہے۔ اگر حکم امتناعی ہوتا تو نہی ہوتی اور لاینکح آخر کے جزم کے ساتھ ہوتا۔ مگر قرآن شریف
میں تو لاینکح بضمہ آخر ہے۔ نیز جو عورت تائب ہو جائے وہ من لا ذنب لہ
میں داخل ہو جاتی ہے اور اس آیت کے مصداق سے نکل جاتی ہے۔ ہاں ایسی
عورت سے جو اس پیشہ کو چھوڑتا نہیں جائز نکاح درست نہیں۔ کیونکہ یہ نکاح تلعبا
ہوگا۔ نعوذ باللہ یا نکاح کے لغوی معنے لیں یعنے جماع۔ پس معنے یہ ہونگے کہ بدکار
عورت سے ناجائز تعلقات بدکار مرد ہی رکھ سکتا ہے۔ ایمانداروں کے
پاس تو بدکاری حرام ہے۔ اس وقت ذالک کا اشارہ زنا کی طرف ہوگا۔

(۵) یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی
نجوٰکم صدقۃ ذالک خیر لکم واطہر فان لم تجدوا فان اللہ غفور
الرحیم۔ اے ایماندارو! جب تم سرگوشی کرنا چاہو رسول سے تو اس سرگوشی
سے پہلے مسلمانوں کو کچھ دان دیا کرو۔ خیرات کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے
پاک تر ہے۔ اگر تم نادار ہو دینے کے لئے کچھ نہیں پاتے تو اللہ غفور رحیم ہے۔
شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہے۔
میں عرض کرتا ہوں کہ اس آیت سے خیرات کی فرضیت کب نکلتی ہے اس میں

حیر لکم واطھر ہے خیریت وطہارت صدقہ ناقابل نسخ ہے۔ اس میں یہ بھی تو ہے
اگر تم نادار ہو تو اللہ غفور ورحیم ہے۔ حضرت کے زمانے میں بعض نادان اپنی عزت
اور بڑھائی ثابت کرنے کو سرگوشی کیا کرتے اور بات کچھ اہم نہ ہوتی تو حکم دیا گیا کہ مسلمانوں
کی مالی امداد کر کے خود کو پہلے ہمدرد مسلمین تو ثابت کرو۔ پھر پیغمبر سے سرگوشی کرنے کا ارادہ
کرنا۔ پیسہ تو ہاتھ سے نہیں نکلتا اور راز کی باتیں پیغمبر کو سنانے کا دعویٰ۔ بعد کی آیت
میں ہے کہ اگر پیسہ خیرات نہیں کرتے تو نماز زکواۃ وغیرہ نیک کاموں سے اپنے
نیک ہونے کا ثبوت دو۔ پھر پیغمبر سے سرگوشی کرنا۔

صاحبو! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون کی
تبلیغ کے متعلق فرمایا وقولا لہ قولا لینا یعنے فرعون سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرو۔
اسی طرح حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلعم کو فرمایا۔ وجادلھم بالتی ھی احسن یعنے
بہترین طریقہ سے منکرین سے مناظرہ کرو ان کو سمجھاؤ۔ ان مفسرین کے پاس آیت سفیہ
آیت اور ایسی آیتیں جو دشمنوں سے مراعاۃ وحسن کلام پر دلالت کرتی ہیں سب منسوخ
ہیں۔ انکو خیال کرنا چاہیئے کہ جنگ کا وقت اور ہوتا ہے اور تبلیغ وتعلیم کا وقت
جدا۔ حسن کلام وحسن سلوک کا حکم ہرگز منسوخ نہیں ہو سکتا جنگ کرنا خلاف شرافت
نہیں مگر بدگوئی بے شک خلاف تہذیب ہے۔ اسلام کو بدنام نہ کرو۔ اس کی
تہذیب کو عیب نہ لگاؤ۔

اس سے زیادہ ظلم ان مفسرین کے پاس ایک اور ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعض
آیتیں تھیں تو قرآن کی مگر ان کے پڑھنے کا اب حکم نہیں اور ایسی آیت کو ثابت الحکم
اور منسوخ التلاوت کہتے ہیں۔ مثلاً الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھا
یعنے بوڑھا بوڑھیا زنا کے مرتکب ہوں تو ان کو سنگسار کردو۔ محصن ومحصنہ یعنے
شادی شدہ کی سنگساری کا حکم سابقہ مذاہب میں تھا اسلام نے اس کو باقی رکھا

کوئی تازہ حکم نہیں دیا۔ مگر غیر شادی شدہ کے لئے حکم جلد یعنی درے مارنے کا
حکم دیا۔ الزانیۃ والزانی میں الف لام عہدی ہے اس سے غیر محصن و غیر محصنہ مراد
ہیں قرآن کے غیر محفوظ ہونے کا الزام یہود اور ابنائے یہود کے وساوس سے ہے
اس چکر میں بعض سادہ دل علماء آجاتے ہیں۔ ذرا یہ بھی غور کرو شیخ کے معنی بڈھے
کے ہیں یا شادی شدہ کے؟ جوان بھی شادی شدہ ہو سکتا ہے اور بوڑھا بھی
غیر شادی شدہ رہ سکتا ہے۔ پھر شیخ کے معنی شادی شدہ کے لینا زبردستی ہے۔ اچھا شیخ کا مونث
عجوزہ ہے یا شیخہ۔ انا عجوز و ھذا بعلی شیخا۔ شیخہ کا لفظ کسی شعر میں کسی کتاب
میں نہیں میں اس کو قرآن شریف پر ظلم سمجھتا ہوں۔ قرآن شریف متواتر ہے۔ اس سے
ایک لفظ زیادہ نہیں۔ ایک لفظ کم نہیں۔ فقیر کو قرآن مجید بروایت عاصم کوفی حضرت
عثمان، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت
ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے جو سب کے سب حفاظ تھے متواتر طریقہ پر پہنچا اس معتبر
و متواتر روایت کے خلاف فقیر ایک لفظ بھی غیر متواتر، آحاد کا سننا نہیں چاہتا۔ قرآن
شریف کو ناقابل اعتبار بنانے کے لئے منافقوں نے یہ فتنے پیدا کئے مگر کوئی ان
سے پوچھے کہ ایک روایت کی تو تصحیح کرو۔ متواتر تو کجا خبر آحاد سے بھی قرآن کے
خلاف ایک حکم کا ثبوت ممکن نہیں قرآن شریف محفوظ ہے ابتدا سے اب تک۔
حفاظ اور قراء اس کے تواتر کی حفاظت کرتے ہیں اس متواتر کے مقابلہ میں کوئی
روایت کوئی دعویٰ ناقابل اعتنا ہے جس کی خدا حفاظت کرے اس میں کسی کی مقدور
نہیں کہ کچھ تحریف کر سکے۔

اللہ تعالیٰ ان وساوس اور ان وساوس سے [illegible] جائے۔ آمین

محمد عبدالقدیر صدیقی قادری